رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
بسم اللہ الرحمن الرحیم
Regd. No. L. 5254

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ
الفضل
ربوہ
فی پرچہ [illegible] از

یوم: سہ شنبہ
۱۰ر رمضان المبارک ۱۳۷۴ھ

جلد ۴۴/۹ | ۳ر ہجرت ۱۳۳۴ ہش * ۳ر مئی ۱۹۵۵ء | نمبر ۱۰۶

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کراچی سے بخیر و عافیت دمشق پہنچ گئے

دمشق کی مخلص جماعت نے بڑی گرمجوشی کے ساتھ حضور کا استقبال کیا

ربوہ ۲ر مئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۲۹ر اپریل کی رات کو ایک بجکر ۵۴ منٹ پر کراچی سے کے ایل ایم ہوائی جہاز کے ذریعہ روانہ ہو کر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۳۰ر اپریل کو صبح دمشق پہنچ گئے تھے۔ حضور کے سفر اور ورود دمشق کے متعلق مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ نے ۳۰ر اپریل کو صبح دمشق سے جو تار ارسال کی اور جو یہاں یکم مئی کو موصول ہوئی اس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

دمشق ۳۰ر اپریل بوقت سوا نو بجے صبح

"حضرت خلیفۃ المسیح اور حضور کے ساتھی بخیریت دمشق پہنچ گئے ہیں۔ سفر کے آغاز میں حضور نے سردی کی وجہ سے کچھ بے چینی محسوس کی۔ مگر بعد میں یہ کیفیت جاتی رہی اور حضور ہوائی سفر سے محظوظ ہوئے۔ البتہ کچھ نقصان محسوس فرماتے ہیں۔ دمشق کی مخلص جماعت نے ہوائی مستقر پر بڑی گرمجوشی کے ساتھ حضور کا استقبال کیا۔"

اس سے قبل حضور ایدہ اللہ کی روانگی کے متعلق مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے ۳۰ر اپریل کو کراچی سے بارہ بجے دوپہر کی چلی ہوئی حسب ذیل تار موصول ہوئی تھی۔

"حضرت صاحب کا جہاز پونے دو بجے رات کو روانہ ہوا حضور کے بخیریت پہنچنے کے متعلق دعا کی جائے"۔

علاوہ ازیں ۳۰ر اپریل کو دن کے ڈیڑھ بجے مکرم جناب شیخ رحمت اللہ صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے بذریعہ تار جہاز کے دمشق پہنچنے کے متعلق جو اطلاع دی وہ درج ذیل ہے:-

"کے ایل ایم کمپنی (جس کے ہوائی جہاز میں حضرت صاحب کراچی سے روانہ ہوئے تھے) کے دفتر کے ذریعہ اطلاع ملی ہے کہ حضرت صاحب خیریت سے دمشق پہنچ گئے ہیں۔ الحمد للہ"

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ و عاجلہ اور سفر یورپ کے بابرکت ہونے کے متعلق التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

کرنل ناصر کی طرف سے افغانستان اور پاکستان کے درمیان مصالحت کرانے کی پیشکش

نئی دہلی ۲ر مئی۔ وزیر اعظم مصر کرنل جمال عبدالناصر نے کل انکشاف کیا کہ انہوں نے افغانستان اور پاکستان کے درمیان مصالحت کرانے کی پیشکش کی ہے۔ کرنل ناصر نے جو دو روز تک کابل میں قیام کرنے کے بعد حال ہی میں نئی دہلی واپس پہنچے ہیں کہا کابل میں میں نے افغانستان کے حکام سے بات کی ہے۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ میں ایک ایسی کانفرنس کا اہتمام کر سکوں گا کہ جس میں افغانستان اور پاکستان کے حکام شریک ہو کر باہم تبادلۂ خیال کر سکیں گے۔ اس سوال کے جواب میں کہ آیا انہوں نے مسٹر نہرو کو پاکستان آنے کی دعوت دی ہے۔ کرنل ناصر نے کہا۔ ماسکو سے واپسی کے دوران مسٹر نہرو مصر میں زیادہ وقت قیام نہیں کر سکیں گے۔ وہ غالباً قاہرہ میں صرف ایک گھنٹہ قیام کریں گے مسٹر نہرو جون کے اوائل میں ماسکو جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

کرنل ناصر نئی دہلی سے آج صبح قاہرہ روانہ ہونا تھا۔

دہلی اور تبت کے درمیان آمد و رفت

نئی دہلی۔ یکم مئی۔ دہلی ریڈیو کی اطلاع کے مطابق یکم جون سے ہندوستان اور تبت کے درمیان سفر کرنے والوں کے لئے ویزا اور پاسپورٹ کی پابندیاں ختم کی جا رہی ہیں اس تاریخ سے ایک دوسرے ملک میں آنے جانے کے لئے صرف سفر کے سرٹیفکیٹ جاری کئے جائیں گے۔

دنیا کا سب سے بڑا مسئلہ

سالسبری (جنوبی روڈیشیا) یکم مئی افریقی ڈیموکریٹ پارٹی کے لیڈر مسٹر ایڈلائی سٹیونسن نے آج یہاں ایک بیان میں کہا ہے کہ نسلی امتیاز کا مسئلہ دنیا کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ آپ نے کہا کہ یہ مسئلہ سیاست پر بھی اثر انداز ہو گا کہ افریقہ جنوبی روڈیشیا اور کونٹر ہینڈ میں کس قدر سرمایہ لگا سکتا ہے۔

مینن مئی کے وسط میں پیکنگ جائینگے

نئی دہلی ۲ر مئی۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اقوام متحدہ میں ہندوستان کے مستقل نمائندہ مسٹر کرشنا مینن مئی کے وسط میں وزیر اعظم چواین لائی کی دعوت پر پیکنگ جائیں گے۔ آپ فارموسا کے مسئلہ پر چواین لائی اور دوسرے اعلیٰ حکام سے تبادلہ خیالات کریں گے۔ خیال ہے آپ ایک ہفتہ تک وہاں قیام کریں گے۔

دستوری کنونشن کے انتخابات ملتوی کر دیئے گئے

کراچی ۲ر مئی۔ گورنر جنرل پاکستان مسٹر غلام محمد نے کل ایک حکم جاری کیا ہے۔ جس کی رو سے فیڈرل کورٹ کی رپورٹ موصول ہونے تک دستور ساز کنونشن کے انتخابات ملتوی کر دیئے گئے ہیں۔ گورنر جنرل نے کنونشن کے بارے میں فیڈرل کورٹ سے جو مشورہ طلب کیا ہے۔ اس کے موصول ہو جانے پر کنونشن کے انتخابات کی نئی تاریخوں کا اعلان کر دیا جائے گا۔ گورنر جنرل کا حکم لاہور سے وزیر اعظم مسٹر محمد علی کی روانگی کے بعد جاری ہوا ہے۔ وزیر اعظم نے کراچی پہنچتے ہی گورنر جنرل سے نصف گھنٹہ تک بات چیت کی۔ اس موقع پر وزیر داخلہ میجر جنرل سکندر مرزا اور مرکزی وزیر خزانہ چودھری محمد علی بھی موجود تھے۔

چیانگ کائی شیک جنگ بندی کے لئے تیار نہیں

واشنگٹن یکم مئی۔ سرکاری حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ امریکہ اس بات پر مطمئن ہے کہ جنرل چیانگ کائی شیک فارموسا کے علاقہ میں جنگ بندی کے معاہدہ پر رضامند ہو جائیں گے خواہ یہ معاہدہ ان کی مرضی کے کتنا ہی خلاف کیوں نہ ہو۔

سند یافتہ زیورات کے لئے
فرحت علی جیولرز

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی
مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کا ایک تازہ رویا

میں نے آج بروز جمعرات ۲۸ راپریل کو خواب میں دیکھا کہ میں ایک مکان میں ہوں۔ میرے ساتھ ایک اور شخص بھی ہے۔ جس کو میں جاگنے کی حالت میں پہچانتا نہیں۔ میں نے دیکھا کہ اسی مکان کے ایک کمرہ میں ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم اور شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی بیٹھے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو کچھ فارسی کے شعر سنا رہے ہیں۔ اور قرآن شریف کی تلاوت بھی کر رہے ہیں۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ قرآن شریف کی تلاوت شیخ یعقوب علی صاحب کر رہے ہیں۔ میں اوپر کی منزل سے اتر کر نیچے آیا۔ اور ایک اور شخص جو ان لوگوں کے پاس تھا۔ اس سے پوچھا کہ یہاں کیا ہو رہا تھا۔ اس نے کہا کہ ڈاکٹر سر اقبال مرحوم فارسی کے کچھ شعر شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کو سناتے تھے۔ اور شیخ یعقوب علی صاحب پرانے شعرائے کچھ شعر سر اقبال کو سناتے تھے۔ جن کو سر اقبال نے بہت پسند کیا۔ اور شیخ صاحب کے پڑھنے کو بھی بہت پسند کیا۔ پھر شیخ یعقوب علی صاحب نے کچھ قرآن شریف پڑھ کر سر اقبال کو سنایا میں نے کہا قرآن شریف پڑھنا سر اقبال کو کیسا پسند آیا۔ اس شخص نے جواب دیا کہ شیخ صاحب کی آواز میں کچھ زیادہ خوبصورتی نہیں تھی۔ اور سر اقبال کو ان کی آواز کچھ زیادہ پسند نہیں آئی۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی ؎

رویا میں میں نے سر محمد اقبال صاحب مرحوم کو دیکھا بھی جبکہ آج سے چوبیس پچیس سال پہلے ان کی شکل ہوتی تھی۔ ویسی ہی ان کی شکل رویا میں دیکھی۔ رویا میں جب میں ابھی اوپر کے کمروں میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ سر محمد اقبال مرحوم نے ایک رقعہ میری طرف بھیجا۔ اس کا مضمون یہ تھا کہ ہم اس وقت فارسی کے شعر ایک دوسرے کو سنا رہے ہیں۔ اور میں آپ کو یہ رقعہ اس لئے لکھ رہا ہوں۔ کہ کسی زمانہ میں آپ کے خاندان کی زبان فارسی تھی (جیسا کہ فی الواقعہ تھی۔ عورتیں بھی گھر میں فارسی بولتی تھیں۔ اور مرد خط وکتابت فارسی میں کرتے تھے۔) میں نے سمجھا کہ سر اقبال مجھ سے چاہتے ہیں۔ کہ میرا بھی کوئی فارسی کلام ہو۔ تو ان کو بھجواؤں۔ میں اس رقعہ کو پڑھ کر سخت شرمندہ ہوا اور میں نے کہا ہم لوگوں نے اپنی زبان کس طرح بھلا دی ہے۔ میں نے تو فارسی میں شعر نہیں کہے ہوئے۔ اب میں ان کو کیا بھجواؤں۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت خلیفۂ اول فارسی کے سخت مخالف تھے۔ گو مثنوی مولانا روم انہوں نے مجھے سبقاً پڑھائی فرماتے تھے کہ میاں! مجھے فارسی سے بغض ہے۔ کیونکہ فارسی نے عربی کی جگہ لے لی اور عربی دنیا سے مٹ گئی۔ اس وجہ سے ہم لوگوں کو بھی فارسی پڑھنے کی طرف توجہ نہیں رہی۔ حالانکہ اردو عربی جاننے والے کے لئے فارسی کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتی۔ چند مہینے میں اچھی فارسی سیکھ سکتا ہے۔ اگر میں ان کے اس قول سے اتنا متاثر نہ ہوتا۔ تو کم از کم فارسی دان دنیا سے قریب ترین تعلق پیدا کر سکتا۔ ابھی تک کبھی کبھی یہ خواہش پیدا ہوتی ہے۔ فارسی کتاب پڑھ لیتا ہوں۔ مگر خود لکھنے بولنے کی مہارت نہیں ؎

مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ۲۸ / ۴ / ۵۵

درخواست دعا برادرم ڈاکٹر احسان علی صاحب کا نواسہ جس کی عمر قریباً ۶ ماہ کی آنتوں میں دو جگہ گانٹھیں پڑ گئی ہوئی تھیں۔ جن کا میو ہسپتال میں اپریشن کرایا گیا ہے۔ نیز میرے دو بچے عرصہ ۳۰-۳۵ دنوں سے سخت بخار میں مبتلا ہیں۔ احباب سے ان تینوں کے لئے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔

خاکسار: سردار رحمت اللہ قادیانی از ربوہ

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۳ رمئی ۱۹۵۵ء

امریکہ میں تبلیغ اسلام

ہم الفضل میں متواتر اس امر کی طرف توجہ دلاتے رہے ہیں۔ کہ آج اللہ تعالیٰ نے تبلیغ واشاعت کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ اور یہ بہترین موقعہ ہے کہ ہم تمام دنیا میں توحید باری تعالیٰ اور سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا پیغام پہونچائیں۔ اور اہل علم حضرات بجائے ملکی سیاست میں الجھنے کے قرآن کریم ہاتھ میں لے کر چاروں طرف دنیا میں پھیل جائیں۔ اور ان قوموں کو جنہوں نے اسلام کا نام نہیں سنا یا مخالفین اسلام کے ذریعہ سنا ہے۔ انہیں اسلام کا صحیح چہرہ دکھائیں۔ مگر افسوس ہے کہ ہماری اس آواز پر کسی نے کان نہیں دھرا۔ البتہ اب بعض حلقوں میں کچھ کچھ اس کا خیال پیدا ہونے لگا ہے۔ لیکن وہ بھی اس طرح کہ بجائے خود اٹھنے کے دوسروں کو ملامت کی جا رہی ہے۔ کہ وہ ایسا کیوں نہیں کرتے۔ گویا کہ یہ کام ہر ایک کا نہیں۔ بلکہ سوائے اپنے کسی اور کا ہے۔

چنانچہ ذیل میں ہم ہفت روزہ "الجماعت" کراچی سے ایک حوالہ درج کرتے ہیں۔ جو اس امر پر روشنی ڈالتا ہے۔

"امریکہ کی دوستی اور محبت کا ذکر آیا۔ تو ہم اپنی حکومت سے یہ ضرور دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ جب سر محمد ظفر اللہ خاں قادیانی مملکت پاکستان کے وزیر خارجہ تھے۔ تو وہ پاکستان کے سرکاری خرچ پر امریکہ جاتے اور وہاں جا کر اسلام کی تبلیغ کے بجائے "قادیانیت" کی تبلیغ کرتے۔ اور صدر وغیرہ کو قادیانی تبلیغی لٹریچر بھی پیش کرتے۔ لیکن ہم نے آج تک نہیں سنا۔ کہ امریکہ میں ہمارے پاکستانی سفارت خانہ کے ذریعہ اسلامی ثقافت اسلامی تبلیغ۔ سیرت نبوی کی اشاعت اور اسلام کے محاسن پر کس قدر اسلامی لٹریچر اور کتابیں امریکہ میں تقسیم کی گئیں۔ امریکہ کے پاکستانی سفارت خانہ کے کلچرل اٹاشی اور ان کا متعلقہ عملہ جو رابطہ عوام کا کام کرتا ہے۔ سارے پاکستان میں امریکی تہذیب اور امریکی مذہب ومعاشرت کی تبلیغ کے لئے بے شمار کتب اور رسائل سارے ملک میں مفت تقسیم کرتا ہے۔ لیکن جب امریکی حکومت پاکستان پر اس قدر "مہربان" ہے۔ اور وہ مشرق وسطےٰ کے مشہور دین اسلام کا پیغام سننے کے لئے منتظر ہے۔ تو پھر امریکہ سے مالی اور فوجی امداد لے کر اس کے معاوضہ میں امریکیوں کو اسلام کا پیغام تو پہنچایا جائے۔ یہی امریکیوں کی سب سے بڑی خدمت ہے۔ کچھ تو امریکیوں کے پلے میں بھی پڑے"۔

(الجماعت کراچی ۲۴ راپریل)

جہاں تک امریکہ میں تبلیغ اسلام کے جذبہ کا تعلق ہے۔ ہم اس کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کچھ ماہ ہوئے جب شروع شروع میں امریکی امداد کا چرچا ہوا تھا۔ تو ہم نے پاکستانی مسلمانوں اور اہل علم حضرات کی توجہ اس طرف دلائی۔ کہ سوائے معمولی خام مال کی بہم رسانی کے ہم امریکہ کی امداد کا مادی صورت میں کوئی بدلہ نہیں دے سکتے۔ البتہ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی ایک امانت ہے جو اس نے دنیا کے لئے نعمت بنائی ہے۔ اور وہ اسلام ہے ہمیں چاہیئے۔ کہ امریکہ جو اس وقت مادی الحاد کا شکار ہو رہا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کی اس نعمت سے روشناس کرائیں اور ہمارے اہل علم حضرات تبلیغ اسلام کے لئے نکل کھڑے ہوں ؎

ہمیں معلوم نہیں کہ "الجماعت" نے ہماری یہ آواز سنی یا نہیں سنی۔ مگر مندرجہ بالا اقتباس سے ثابت ہوتا ہے کہ "الجماعت" بھی اس حد تک ہمارے ساتھ متفق ہے۔ کہ امریکہ کو اس امداد کا بدلہ ہم اسی طرح دے سکتے ہیں کہ اس کو اسلام کے چشمہ سے سیراب کریں۔ جس کے لئے اس کے ہونٹ ترس رہے ہیں لیکن ہمیں افسوس ہے کہ "الجماعت" کا یہ تأثر زیادہ حد تک انفعالی ہے فعالی نہیں اس لئے بجائے اہل علم حضرات کو اس کام کی طرف توجہ دلانے کے حکومت کو اس کی کوتاہی پر سرزنش کرنے تک ہی اپنے آپ کو محدود رکھا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ دوسرے ملکوں میں ہمارے سفارت خانوں کا ایک حد تک فرض ہے۔ کہ وہ اسلامی معاشرہ اور اسلامی تمدن سے اپنے اپنے متعینہ علاقوں کو روشناس کرائیں۔ اور اس امر کے لئے تحریر وتقریر کا وسیع استعمال کریں۔ اور اپنے عمل سے بھی اسلامی زندگی کا نمونہ پیش کریں۔ اور واقعی یہ افسوسناک ہے کہ ایسا بہت کم ہو رہا ہے۔

(باقی دیکھیں ص۵ پر)

سفرِ یورپ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے

بعض اہم رؤیا

جیسا کہ دوستوں کو معلوم ہے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲۹، ۳۰ اپریل کی درمیانی شب ہوائی جہاز کے ذریعہ سفرِ یورپ پر تشریف لے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضور کا اور حضور کے تمام ہمرکاب خدام کا حافظ وناصر ہو۔ وہ حضور کو اپنے فضل سے خیر و عافیت کے ساتھ رکھے۔ اور خیر وعافیت اور صحت وسلامتی کے ساتھ جلد مرکز میں واپس لا کر ہماری آنکھوں کو نور اور دل کو سرور عطا فرمائے۔ مجھے الفضل کے بعض پرانے فائل دیکھنے سے حضور کے تین رؤیا نظر آئے ہیں۔ جن کا اس سفر کے ساتھ تعلق معلوم ہوتا ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ وہ تینوں رؤیا احباب کی خدمت میں ان کے ازدیادِ ایمان کے لئے پیش کروں۔ تیسرا رؤیا جو حضور کے اٹلی میں ورود کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ وہاں احمدیت کو اپنے وقت پر نمایاں کامیابی عطا فرمائے گا۔

ان میں سے پہلا رؤیا ۱۶، ۱۷ ستمبر ۱۹۴۵ء کی درمیانی شب کا ہے۔ دوسرا رؤیا مئی ۱۹۳۹ء میں حضور نے اس وقت دیکھا تھا جبکہ حضور سندھ تشریف رکھتے تھے۔ اور تیسرا رؤیا ۷ جون ۱۹۴۶ء کا ہے۔ (خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل)

پہلا رؤیا

میں نے دیکھا کہ میں ہوائی جہاز پر سوار ہوں، اور انگلستان جا رہا ہوں۔ ہوائی جہاز بہت بڑا ہے، اور اس میں اور مسافر بھی سوار ہیں۔ ہم انگلستان کے ایک پہاڑی علاقہ میں اترے ہیں۔ اور اترنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ لوگ ناشتہ وغیرہ کر لیں۔ تو پھر جہاز روانہ ہو۔ یہ علاقہ جہاں جہاز اترا ہے لنڈن سے شمال کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ گویا ہم پرواز کرتے ہوئے لنڈن سے آگے گزر چکے ہیں۔ جہاز کے دوسرے مسافر ناشتہ کے لئے چلے گئے۔ اور میں غسل خانہ میں ہاتھ دھونے کے لئے چلا گیا، اس وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری جیبوں میں کچھ روپے ہیں۔ جو مجھے بعض لوگوں نے ہدیہ دیئے ہیں۔ میرے دل میں خیال آتا ہے کہ ان کو نکال کر ایک جیب میں ڈال لوں جیب میں سے ان کو نکال کر جمع کرنا شروع کیا۔ تو وہ میرے اندازے سے بہت زیادہ نکلے۔ ہر جیب میں سے کچھ نہ کچھ روپے نکلتے چلے آئے۔ اور اس کے بعد معلوم ہوا کہ میرے ساتھ ایک بیچ کیس ہے اس میں بھی روپے ہیں۔ میں نے یہ عجیب بات دیکھی۔ کہ وہ روپے سفید چاندی کے ہیں۔ اور بہت سے روپے عام روپے کے سائز سے بڑے ہیں۔ اور بعض ایسی شکل کے ہیں۔ کہ وہ موجودہ سکے سے کوئی مناسبت ہی نہیں رکھتے۔ چنانچہ بعض ان میں سے بجائے گول کے چوگوشہ ہیں۔ جیسے پرانے زمانہ میں ہول دلیاں عورتیں گلے میں لٹکایا کرتی تھیں۔ مگر وہ ہول دلیوں سے بہت بڑے سائز کے ہیں۔ ایک انچ سے زیادہ چوڑے اور کوئی پونے دو انچ کے قریب لمبے اور بھاری معلوم ہوتے ہیں۔ میں اس بات سے حیران ہوتا ہوں۔ کہ روپیہ رکھوں کہاں۔ پھر میں نے معلوم نہیں کہ ان روپوں کو کیا کیا لیکن میں باہر آیا۔ اور مجھے اس وقت خیال آیا۔ کہ ساتھی لوگ تو ناشتہ کر چکے ہونگے اور شائد میرا پیچھے جانا معیوب ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں قریباً پونا گھنٹہ لیٹ ہو گیا ہوں۔ لیکن پھر میں چلا گیا۔ اور میں نے ایک شخص سے پوچھا۔ کہ یہ جہاز کہاں جا کر اترے گا۔ تو اس نے کہا سکاٹ لینڈ میں۔ پھر میں نے اسے پوچھا کہ سکاٹ لینڈ کے کونسے شہر میں۔ تو اس نے جواب دیا گلاسگو میں۔ پھر میں نے اس سے دریافت کیا کہ گلاسگو یہاں سے کتنی دور ہے۔ تو اس نے کہا ایک لحاظ سے پندرہ سو میل اور ایک لحاظ سے دو سو میل۔ اس پر میں نے اس سے کہا کہ پندرہ سو میل تو کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ میں نے بھی انگلستان کا جغرافیہ پڑھا ہوا ہے۔ لنڈن سے سکاٹ لینڈ کے آخری سرے تک رات رات میں ریل پہونچ جاتی ہے۔ پندرہ سو میل کس طرح ہو سکتا ہے۔ دو سو میل ٹھیک ہو گا۔ اس پر یا تو اس نے جواب دیا نہیں۔ یا میں نے سنا نہیں۔ مگر اسی میں میری آنکھ کھل گئی۔" (الفضل ۲۱ ستمبر ۱۹۴۵ء)

یہ رؤیا ۱۶-۱۷ ستمبر ۱۹۴۵ء کو ہوئی:

دوسرا رؤیا

میں نے دیکھا جیسے میں کسی غیر ملک میں ہوں۔ اور وہاں سے دوسرے ملک کو واپسی کا سفر اختیار کرنے والا ہوں۔ میرے ساتھ خاندان کی بعض مستورات بھی ہیں، اور بعض مرد بھی۔ خواب میں یُوں سمجھتا ہوں۔ جیسے کہ میں انگلستان میں ہوں۔ اور فرانس سے ہو کر مشرق کی طرف آ رہا ہوں ہم ریل پر سوار ہونے کے لئے پیدل جا رہے ہیں۔ ریل کے سفر کے بعد جہاز پر چڑھنے کا خیال ہے۔ چلتے ہوئے ہم ایک خوبصورت چوک میں پہونچے جہاں ایک عالیشان مکان ہے۔ اور اس کا مالک کوئی انگریز ہے۔ مجھے کسی نے آ کر کہا کہ اس کا مالک اور اس کی بیوی آپ سے چند منٹ بات کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ تھوڑی سی تکلیف فرما کر وہاں چلیں تو بہت اچھا ہو۔ میں نے اس سے ملنا منظور کر لیا۔ اور میں بھی اور میرے ساتھ کی مستورات بھی اس مکان میں گئیں۔ عورتیں جا کر اس کی بیوی کے پاس بیٹھ گئیں۔ اور باتیں کرنے لگیں۔ اور میں اس آدمی کے ساتھ باتیں کرنے لگا۔ مختلف علمی باتیں ہوتی رہیں۔ گفتگو کوئی مذہبی نہیں تھی بلکہ علمی تھی۔ مثلاً یہ کہ مستشرقین یعنے عربی دان انگریز کون کون سے ہیں۔ نیز بعض تمدنی تحقیقاتوں کے متعلق باتیں ہوتی رہیں۔ باتوں باتوں میں اس نے عبد الحی عرب کا ذکر کیا اور کہا کہ اس نے فلاں انگریز کو عربی پڑھائی ہے۔ میں نے کہا کہ میں عبد الحی کو جانتا ہوں۔ وہ بوجہ عرب ہونے کے خراب شدہ عربی بول لیتے ہیں۔ مگر عربی کا کوئی علم نہیں ہیں۔ اس نے کہا کہ خیر کتاب پڑھنا تو مشکل ہوتا ہے لغت کی کتابیں دیکھ کر پڑھایا جا سکتا ہے۔

جب وہاں سے چلنے لگے ہیں۔ تو میں اپنے دل میں ڈر رہا ہوں کہ اس کی بیوی اب مجھ سے مصافحہ کرے گی۔ اور میں اسے کہتا ہوں کہ آپ بُرا نہ منائیں ہمارا مذہبی حکم ہے۔ کہ عورتوں سے مصافحہ جائز نہیں۔ یہ سنکر امر کے چہرہ پر تو تغیر پیدا ہوا۔ مگر اس نے جواب دیا۔ کہ اگر آپ کے مذہب کا یہ حکم ہے تو پھر بُرا منانے کی کیا بات ہے۔ اور پھر اس خیال سے کہ مجھے یہ خیال نہ ہو۔ کہ اس نے بُرا منایا ہے۔ اس نے بڑھ کر کہا کہ۔

اللہ تعالیٰ آپ کے اس سفر کو کامیاب کرے۔

میں وہاں سے چلا۔ اور مستورات کے ساتھ نیچے آیا ہوں۔ تو بعض دوست نیچے کھڑے ہیں۔ جن میں میر محمد اسمٰعیل صاحب اور درد صاحب بھی ہیں۔ میں ان سے بات چیت کرتا ہوں۔ اور کہتا ہوں۔ کہ اب ہمیں چل چلنا چاہیئے۔ مگر وہ کہتے ہیں کہ شائد آپ کو خیال نہیں رہا۔ کہ بڑی دیر ہو گئی ہے۔ رات کے دس بج چکے ہیں۔ اور اب تو گاڑی جا چکی ہوگی۔ پھر وہ مجھے پوچھتے ہیں۔ کہ آپ نے کھانا کھا لیا۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں ابھی کھانا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ اہلِ خانہ نے بعض مہمانوں کو دو چار مرتبہ پیغام بھیجا تھا۔ کہ آ جاؤ تا کھانا کھا سکیں۔ اس لئے ہمارا خیال تھا کہ آپ بھی کھا چکے ہیں۔ میں نے کہا ممکن ہے ان کا خیال ہو کہ وہ آ جائیں۔ تو کھا لیں۔ مگر نہ وہ مہمان آئے۔ اور نہ کھانا کھلایا گیا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اب کیا کیا جائے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ہوائی جہاز میں جا کر جہاز کو پکڑ سکتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں، کہ اس میں خرچ بہت زیادہ ہو گا۔ کل کیوں نہ چلے جائیں۔ اس وقت خواب میں میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ گویا ہم مصر میں ہیں۔ اور حج کے لئے جا رہے ہیں میری یہ بات سنکر غالباً درد صاحب نے کہا کہ ہمارا بھی یہی خیال تھا۔ کہ کل چلے جائیں تو اچھا رہے گا۔ اس پر میں نے کہا کہ ہمیں ایک دن مل گیا ہے۔ کیوں نہ قاہرہ مستورات کو دکھا دیں

گویا اس وقت ہم کسی ساحل بحر کے شہر میں ہیں۔ انہوں نے میری اس رائے کی تصدیق کی ہے۔ مگر معاً مجھے خیال آیا کہ قاہرہ تو میں نے دیکھا ہوا ہے (اور واقعی دیکھا ہوا ہے) سکندریہ نہیں دیکھا۔ وہاں چلے چلیں مستورات نے تو نہ قاہرہ دیکھا ہے۔ اور نہ سکندریہ۔ اس لئے ان کے واسطے تو برابر ہے خواہ کہیں چلے جائیں بہرحال اس وقت میں وہ ایک ہی شہر دیکھ سکتی ہیں۔ مگر مجھے سکندریہ دیکھنے کا موقعہ مل جائے گا۔ اس پر مولوی ابوالعطاء صاحب جو اس وقت سامنے بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں کہتے ہیں کہ مجھے بھی یہی خیال آرہا تھا۔ کہ آپ سے کہوں کہ آپ سکندریہ ہو آئیں اتنے میں ذوالفقار علی خان صاحب نظر آئے۔ اور وہ کہتے ہیں۔ کہ یہاں کے تجار کے بعض لیڈر جو گویا ان کی مجلسِ اعلیٰ کے ممبر ہیں آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ ایک دو منٹ ہی لیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ وقت بہت ہو گیا ہے۔ ابھی ہم نے کھانا بھی نہیں کھایا۔ اور صبح روانہ ہونا ہے۔ مگر خیر آپ ان کو لے آئیں۔ چنانچہ وہ آگئے اور ایک نیم دائرہ کی صورت میں کھڑے ہو گئے۔ ان میں بعض ترکی لباس میں ہیں۔ اور بعض عربی میں۔ میں ان سے مصافحہ کرتا ہوں۔ اور وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم نے کچھ باتیں کرنی ہیں۔ جہاں ہم ہیں وہاں سنگ مرمر کا اچھا فرش ہے۔ اس پر کپڑے بچھا دئے گئے اور ہم اس پر بیٹھ گئے۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ ہمیں ہندوستان میں عربی میں گفتگو کرنے کی مشق نہیں ہوتی۔ اس لئے اگر میں آہستہ آہستہ بات کروں۔ تو آپ گھبرائیں نہیں آپ کا جواب بہرحال آجائیگا۔ اس پر ان میں سے ایک نے نہایت خطرناک بگڑی ہوئی گنواری عربی زبان میں کوئی بات کی۔ میں نے اسے کہا۔ کہ ہم تو قرآن کریم کی زبان ہی جانتے ہیں۔ آپ لوگوں کی بگڑی ہوئی زبان نہیں سمجھتے۔ بلکہ ہم میں سے بعض تو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ آپ کی عربی عربی ہی نہیں۔ اس پر ایک شخص ان میں سے کہتا ہے۔ کہ ہاں ہماری زبان بہت خراب ہو گئی ہے۔ اور قرآنی زبان سے بہت دور جا چکی ہے۔ اس کے بعد ان میں سے ایک شخص جس نے ترکی لباس پہنا ہوا ہے۔ مجھے کہتا ہے کہ کیا میں انگریزی میں گفتگو کروں۔ اس کے بعد کوئی وجہ تو مجھے معلوم نہیں۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہم اس جگہ کو چھوڑ کر تھوڑے فاصلہ پر ہی دوسری جگہ پر جا بیٹھے ہیں۔ اس جگہ کی

تبدیلی کی کوئی وجہ مجھے معلوم نہیں۔ شاید اندھیرا تھا۔ اور ہم روشنی میں آنا چاہتے تھے۔ خیر اس جگہ ان لوگوں میں سے ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی پر اعتراض کرنے شروع کئے۔ اور نتیجہ یہ نکالا۔ کہ یہ شخص مامور کس طرح ہو سکتا ہے۔ اس وقت مجھے یہ احساس ہے۔ کہ ان میں سے ایک شخص احمدیت سے متاثر ہو چکا ہے۔ اور یہ لوگ اس لئے نہیں آئے۔ کہ خود تحقیق کریں۔ بلکہ ان کی غرض یہ ہے۔ کہ اسے خراب کریں۔ اور ان میں سے ایک ہنس کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب لجۃ النور یا شائد کسی اور کتاب کا نام لیتا۔ اور کہتا ہے۔ کہ وہ کتاب ہو تو ہم اس میں سے حوالہ پڑھ کر بھی سنا سکتے ہیں۔ ان کے سوال کے جواب میں میں نے عربی زبان میں جواب دینا شروع کیا۔ اس وقت یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ جیسے ایک اہلِ زبان قادر ہوتا ہے۔ میں بے تکلفی سے عربی زبان میں باتیں کر رہا ہوں اور کوئی حجاب معلوم نہیں ہوتا۔ میں نے ان سے کہا۔ کہ اعتراض تو ہر بڑی سے بڑی سچائی پر بھی ہو سکتا ہے۔ کوئی ایسی صداقت نہیں۔ جس پر لوگوں نے اعتراض نہ کئے ہوں۔ اور یہ سوال بے شک آپ کے نزدیک وقیع ہوں۔ مگر میں تو اس وقت چند منٹ سے زیادہ آپ لوگوں کو نہیں دے سکتا۔ میں نے ابھی کھانا بھی نہیں کھایا۔ اور پھر صبح سکندریہ جانا ہے۔ اور وہاں سے واپس آکر حج کے لئے روانہ ہونا ہے اگر دو چار منٹ میں میں آپ کے سوالات کا جواب دوں۔ تو اول تو آپ کی تسلی نہیں ہو سکے گی۔ اور اگر ہو بھی جائے۔ تو آپ کہیں گے۔ ابھی فلاں سوال رہ گیا ہے۔ اور اگر میں ان کا جواب نہ دوں گا۔ تو آپ کہیں گے آتا نہیں تھا۔ پھر یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ ان پر اور اعتراض پڑتے ہوں۔ پھر ان کا جواب دینا ضروری ہوگا۔ اور اتنا وقت میرے پاس نہیں۔ اس کا حل میں ایک آسان ترکیب سے کر دیتا ہوں۔ ہر صداقت کے متعلق کچھ گُر ہوتے ہیں۔ جن سے اس کو پرکھا جا سکتا ہے۔ پس قرآن کریم نے جو گُر بیان کئے ہیں۔ اگر تو ان کے رو سے یہ ثابت ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ سچا ہے۔ تو پھر اعتراضات کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ ہمارے خیال کی غلطی ہے۔ کیونکہ قرآن کریم غلط نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ان گُروں کی رو سے آپ سچے ثابت نہ ہوں۔ تو خواہ ایک بھی اعتراض آپ پر نہ پڑے۔ آپ جھوٹے ہوں گے۔ پس میں ان سے کہتا ہوں۔ کہ میں آپ لوگوں کو قرآن کریم کا ایک گُر بتاتا ہوں۔ جو سورہ فاتحہ میں بیان ہے۔ اور یہ بیان کرنے سے پہلے

میں نے جو فقرے کہے۔ وہ مجھے ابھی تک یاد ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ گُر اسی سورۃ میں بیان کیا گیا ہے۔ جو قرآن کریم کی ابتداء میں نازل ہونے والی سورتوں میں سے ایک ہے۔ اور جسے نماز کی ہر رکعت میں پڑھا جاتا ہے۔ اور وہ سورہ فاتحہ ہے۔ اس کے بعد میں نے سورۃ فاتحہ پڑھی اور کہا۔ کہ اس سورۃ میں اللہ تعالےٰ نے تین گروہ بیان کئے ہیں۔ انعمت علیھم۔ المغضوب اور الضالین۔ اور بتایا ہے کہ دنیا میں یا تو وہ لوگ ہیں۔ جن پر اللہ تعالےٰ کے انعام نازل ہوئے۔ یا جن پر اس کا غضب بھڑکا۔ اور یا ضال۔ جنہوں نے خدا تعالےٰ کے واستہ کو چھوڑ دیا۔ اور بندوں کو خدا کی جگہ دے دی۔ غرض یہ تین گروہ ہی قرآن کریم نے بیان کئے ہیں۔ منعم علیہ۔ مغضوب اور ضال۔ اگر تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام منعم علیہ گروہ میں شامل ہیں۔ تو خواہ ان پر کتنے اعتراض ہوں۔ آپ جھوٹے نہیں ہو سکتے۔ اور اگر مغضوب یا ضال میں سے ہیں۔ تو پھر خواہ ایک بھی اعتراض نہ ہو۔ آپ سچے نہیں ہو سکتے۔ یہ ایک چھوٹا سا نکتہ ہے۔ جس کے ماتحت ہم دیکھ لیتے ہیں۔ کہ آپ کس گروہ میں ہیں۔ میں جس وقت یہ تقریر کر رہا ہوں۔ تو میں نے دیکھا کہ مصریوں میں سے ایک شخص اس طرح سر ہلا رہا ہے۔ کہ گویا اس سے متاثر ہے۔ اس پر اس کے ساتھی ڈرے۔ اور انہوں نے خیال کیا۔ کہ پہلے جو شخص متاثر تھا۔ ہم تو اسے بگاڑنے کے لئے آئے تھے۔ مگر اب تو یہ ڈر ہے۔ کہ اسے بگاڑنے کی بجائے اور بھی متاثر نہ ہو جائیں۔ اس لئے جو اشد مخالف ہیں۔ وہ ہنس کر کہتے ہیں۔ کہ اجی ان باتوں سے کیا ہوتا ہے۔ آپ اصل سوال کا جواب دیں۔ میں پھر کہتا ہوں۔ کہ سوالات تو ہزاروں ہیں۔ اگر میں آپ کے اس سوال کا جواب دوں۔ تو اول تو اتنے تنگ وقت میں آپ کی تسلی ممکن نہیں۔ اور اگر ہو بھی جائے۔ تو باقی سوال رہ جائیں گے اور آپ کو ہدایت کا موقع نہیں مل سکے گا۔ اگر آپ کو اپنی ہدایت مقصود ہے۔ تو آپ یہ طریق کیوں اختیار نہیں کرتے۔ صرف یہ کہہ کر میں اس شخص کی طرف دیکھتا ہوں۔ جس کے متعلق مجھے خیال ہے۔ کہ اس کے دل میں ہدایت ہے۔ اور جسے بگاڑنے کے لئے وہ لوگ گفتگو کرنے آئے ہیں۔ اور اس کے چہرہ کو دیکھ کر اندازہ کرتا ہوں۔ کہ یہ شخص بھی کہیں یہ نتیجہ تو نہیں نکال رہا۔ کہ میں بات ٹال رہا ہوں۔ لیکن میں نے دیکھا۔ کہ اس کے چہرہ پر یقین اور سرور کے آثار ہیں۔ جب اس کی نظر میری نظر سے ملی۔ تو اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ کہ اچھا آپ سورہ فاتحہ پڑھ کر دعا کریں۔ اور میں دعا شروع کرتا ہوں۔ وہ لوگ بھی میرے ساتھ دعا میں شریک ہوتے ہیں۔ مگر کچھ دیر کے

بعد ہاتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ میں نے جب دعا ختم کی۔ تو وہ شخص میرے سامنے آیا۔ اور اپنا سر زمین پر اس طرح رکھ کر کہ ایک کلّہ نیچے اور دوسرا اوپر کی طرف ہے۔ زمین پر لیٹ گیا۔ وہ رو رہا ہے۔ اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے سر پر پھیرتا ہے۔ گویا برکت حاصل کر رہا ہے۔ اس پر میری آنکھ کھل گئی۔"

(الفضل ۱۶ر جون ۳۹ء)

تیسرا رؤیا

میں نے گذشتہ پیر کی رات کو دیکھا۔ کہ میں جیسے اٹلی میں ہوں۔ یا اٹلی سے واپس آرہا ہوں۔ اور روم گیا ہوں۔ وہاں جماعت کا کوئی آدمی قید میں ہے۔ مگر وہ ایسا قیدی نہیں ہے۔ جیسے عام قیدی ہوتے ہیں۔ بلکہ جس طرح رؤسا اور شہزادے نظر بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح وہ نظر بند معلوم ہوتا ہے۔ گویا وہ بہت معزز آدمی ہے۔ اور اسے قید کی بجائے نظر بند کیا گیا ہے۔ میں وہاں اس لئے گیا ہوں۔ تا کہ حالات معلوم کروں۔ کہ کیوں اسے قید کیا گیا ہے۔ کوئی اور بھی میرے ساتھ ہے۔ خیال ہے کہ وہ شمس صاحب ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہاں ہماری ایسی عظمت ان لوگوں کے دل میں ہے۔ کہ وہ اس قیدی سے ملنے میں کوئی روک میرے راستہ میں نہیں ڈالنا چاہتے۔ چنانچہ میں اس احمدی قیدی سے ملا ہوں۔ اور اس سے بہت سے حالات معلوم کئے ہیں۔ اس نے کئی باتیں بتائی ہیں۔ ساری تو میں بھول گیا ہوں۔ مگر کچھ یاد ہیں۔ میں نے اس سے یہ بھی پوچھا۔ کہ حکومت آپ سے کیا باتیں معلوم کرنا چاہتی ہے۔ اسے ملنے کے بعد اٹلی کی حکومت کے معزز عہدیدار اور وزراء بھی مجھے ملے ہیں۔ وہاں مجھے پوپ بھی ملا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ لوگ کرید کرید کر گول مول سوالات کر کے مجھ سے یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اس قیدی نے مجھے کیا راز بتائے ہیں۔ پوپ مجھ سے اس بارے میں پوچھتا ہے۔ مگر گول مول سوال کرتا ہے۔ تا کہ یہ معلوم نہ ہو۔ کہ وہ کس قسم کی باتیں پوچھنا چاہتا ہے۔ میں نے بھی ایسے ہی گول مول جواب دے دیئے ہیں۔ اور واضح طور پر اسے نہیں بتایا۔ کہ قیدی نے مجھ سے کیا باتیں کی ہیں۔ اس کے بعد میں وہاں سے آگیا ہوں۔ کہہ نہیں سکتا کہ اٹلی میں سے ہی آگیا ہوں یا

یا دوم سے

(الفضل یکم جولائی ۱۹۲۶ء)

حضور نے اس رؤیا کی تعبیر

کرتے ہوئے فرمایا تھا

"میں اس خواب سے سمجھتا ہوں کہ اٹلی میں خدا تعالے احمدیت کی کامیابی کا ضرور ایسا راستہ کھول دے گا۔ کہ وہاں احمدیت کو خاص اہمیت اور ترقی جلد حاصل ہوگی۔ اور وہ ترقی اتنی اہم

ہوگی کہ سمجھا جائے گا۔ کہ اب ان کو آزاد رکھنا مضر ہے اور ان کے بڑے آدمیوں کو نظر بند کئے بغیر چارہ نہیں۔ پھر پوپ وغیرہ جو ملے ہیں اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اٹلی میں بعض ایسے لوگ احمدیت میں داخل ہو جائیں گے۔ جو ان کے خاندانوں میں سے ہوں گے اور جن کے احمدی ہونے سے وہ گھبرا جائیں گے۔

کیوں نہ ہم اپنے غمِ عشق کی تشہیر کریں

(از مکرم عبدالمنان صاحب ناہید)

ہمنوا جس کی ہو تقدیر وہ تدبیر کریں
آؤ یہ تیرہ جہاں واقفِ تنویر کریں

زینتِ طاق ہے قرآن کئی صدیوں سے
اس کو احساس کے قرطاس پہ تحریر کریں

یا یہی ارض و سما کر لیں شناسائے جنوں
یا کوئی ارض و سما اور ہی تعمیر کریں

پھر چمک اٹھے کسی طور سے انساں کا ضمیر
آؤ پھر فطرتِ انساں کی توقیر کریں

آ گیا آج جو آزادئ افکار کا دور
کیوں نہ ہم اپنے غمِ عشق کی تشہیر کریں

ہر طرف مہدئ معہود کا لے جائیں پیام
اس کی تبلیغ کو ناہید ہمہ گیر کریں

رمضان المبارک میں خدام کا فرض

رمضان کا مبارک مہینہ شروع ہے ہاں وہ مہینہ جس میں ملائکہ کا بکثرت نزول ہوتا ہے۔ اور آسمانی دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اس مقدس ماہ سے جتنا بھی فائدہ حاصل کیا جا سکے اتنا ہی کم ہے اس لئے تمام اراکین کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ وہ اس ماہ سے پورا پورا استفادہ حاصل کریں اور سوائے مسافروں اور بیماروں کے تمام کو روزے رکھنے چاہئیں۔ قرآن مجید کی باقاعدہ تلاوت کرنی چاہیئے نمازوں میں باقاعدہ حاضر ہوں اور تہجد کی نماز کی طرف خاص توجہ دیں اور اگر تہجد نہ پڑھ سکیں تو تمام تراویح میں ضرور شامل ہو کر مستفید ہوں۔ ——— اس ماہ میں بکثرت صدقہ و خیرات کرنا بھی مسنون ہے۔ اسی طرح اسلام اور سلسلہ کی ترقی کے لئے اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کی کامل صحتیابی کے لئے بالالتزام دعائیں کی جائیں۔ غرض اس مبارک مہینہ سے پورا استفادہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

(مہتمم تربیت و اصلاح خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

امۃ الرسول۔ امۃ البشیر وغیرہ مشرکانہ نام ہیں جن سے اجتناب کرنا چاہیئے

رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی

اسلام نے توحید ذات باری تعالے پر انتہائی زور دیا ہے بلکہ حق یہ ہے کہ قرآن کی رو سے دین کی اصل جڑ توحید ہے اور باقی سب اس کی شاخیں ہیں۔ یہ درست ہے کہ ایمانیات کی بعض شاخیں بھی اتنی اہم ہیں کہ ان کے بغیر توحید کا عقیدہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ مثلاً خدا کی نازل کردہ کتابوں پر ایمان لانا اور اس کے رسولوں پر ایمان لانا اور اس کی تقدیر خیر و شر پر ایمان لانا ایسے بنیادی عقائد ہیں کہ انہیں چھوڑ کر حقیقی توحید کا عقیدہ عملاً محال ہو جاتا ہے لیکن بایں ہمہ اس میں کلام نہیں کہ دین کا اصل الاصول توحید ہے اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر انتہائی زور دیا ہے حتی کہ نام جو عموماً صرف عرف کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ ان میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ طریق تھا کہ اگر کسی نام میں شرک کی ذرہ بھر بھی ملونی پائی جاتی تھی تو آپ اسے بدل دیتے تھے۔ مگر دوسرے ناموں میں خواہ وہ بظاہر کیسے ہی بے قاعدے ہوں عموماً دخل اندازی نہیں فرماتے تھے

مگر افسوس ہے کہ اس زمانہ میں جہاں اور کئی باتوں میں شرکِ خفی نے دخل پا لیا ہے وہاں بعض نام بھی ایسے دیکھے جانے لگے ہیں۔ جن میں شرک کی آمیزش ہوتی ہے۔ اور بدقسمتی سے ایسے نام بعض احمدیوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ جو وہ دوسروں کی دیکھا دیکھی رکھ لیتے ہیں مثلاً بعض احمدی مستورات کے نام امۃ البشیر اور امۃ الرسول پائے گئے ہیں۔ چونکہ بشیر خدا کا نام نہیں ہے اور امۃ الرسول میں بندگی کی نسبت خدا کی بجائے رسول کی طرف ہوتی ہے۔ جو درست نہیں اسلئے اپنے ناموں کو بدل دینا چاہیئے۔ ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شرک کے مٹانے کا اس قدر خیال تھا کہ مشرک بالذات تو دور کی بات ہے آپ شرک فی الصفات کی ذرا سی آمیزش کو بھی برداشت نہیں فرماتے تھے چنانچہ جب ایک دفعہ کسی خوشی کے موقعہ پر مدینہ کے بعض خورد سالہ بچوں نے آپ کے سامنے یہ گیت گایا کہ فینا رسول یعلم ما فی غدٍ (یعنی ہمارے اندر ایسا رسول ہے۔ جو آئندہ کی باتیں جانتا ہے) تو آپ نے ان بچوں کو فوراً ٹوکا اور فرمایا کہ یہ الفاظ نہ کہو۔

چونکہ ہماری جماعت بھی خدا کے فضل سے توحید کا پیغام لے کر اٹھی ہے اور ہر قسم کے شرک جلی اور شرک خفی کے مٹانے کا عزم رکھتی ہے اس لئے ہمیں بھی اس معاملہ میں بہت محتاط رہنا چاہیئے اور کوئی ایسا نام نہیں رکھنا چاہیئے۔ جس میں شرک کی ملونی پائی جائے۔ ہمارے خدا کے نام معلوم و معروف ہیں۔ (حدیث میں ننانوے معروف نام بیان ہوئے ہیں) اسلئے اگر عبد یا امۃ کی صورت میں نام رکھنا ہو۔ تو خدا کے کسی معلوم و معروف نام پر نام رکھا جائے۔ ورنہ کوئی اور ایسا نام رکھ لیا جائے۔ جس میں شرک کی آمیزش نہ ہو ذاتی طور پر میں سمجھتا ہوں کہ امام بخش اور رسول بخش وغیرہ نام بھی درست نہیں۔ کیونکہ گو ان ناموں کی دوسری تشریح ہو سکتی ہے۔ مگر کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم ایک ممنوع رکھ کے قریب گھوم کر اپنے ایمانوں کو خطرہ میں ڈالیں۔

ضمناً دوستوں کو یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ امۃ کے لفظ میں م کا حرف ساکن نہیں ہے۔ بلکہ متحرک ہے یعنی زبر کے ساتھ ہے۔ مگر صحیح تلفظ نہ جاننے کی وجہ سے اکثر دوست انگریزی میں امۃ کا ہجا غلط لکھتے ہیں مثلاً اگر امۃ المجید لکھنا ہو تو عموماً Amtalmajid لکھ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ صحیح ہجا Amatul majid ہے۔ جس میں M کے بعد A آتا ہے چونکہ چھوٹی چھوٹی غلطیوں سے بھی علم کا معیار گرتا ہے اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں صحت کا خیال رکھنے سے علم ترقی کرتا ہے۔ اس لئے ہمارے بھائیوں اور بہنوں کو اس کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ فقط والسلام

(خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ ۲۷ اپریل ۱۹۵۵ء)

کیا آپ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کی تعمیل کر رہے ہیں؟

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام اخبار الفضل میں شائع ہو چکا ہے آپ نے پڑھا ہوگا یا سنا ہوگا کیا آپ کا پڑھ لینا یا سن لینا کافی ہے؟ نہیں بلکہ اس پہ عمل کرنا اور متواتر عامل ہونا ضروری ہے۔

(۱) اب آپ اپنے دل میں غور کریں کہ کیا آپ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے روزانہ نمازوں میں اور تہجد کی نماز میں بھی اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتے ہیں۔ اور آپ نے اس کو اپنا معمول بنا لیا ہے؟

اگر آپ حضور کا پیغام پڑھ کر مایوس کر وہیں چھوڑ آئے ہیں تو سوچیں آپ نے حضور کے ارشاد پہ عملاً کیا قدم اٹھایا ہے۔ اب اس پہ عہد کریں کہ روزانہ حضور کے لئے دعا کریں گے۔

(۲) پھر آپ سے حضور نے قربانیوں میں لگ جانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ سے یہ مطالبہ ہے کہ:

(ا) "دوستوں نے سفر امریکہ کیلئے گذشتہ شوریٰ پہ ایک چندہ کی تحریک کی تھی۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ "حفاظت خاص" یعنی جماعت احمدیہ کے امام کی حفاظت کیلئے جو رقوم تجویز کی گئی تھیں گو کافی روپیہ اس میں آیا ہے مگر جتنی ضرورت ہے اتنا نہیں آیا۔ اس لئے میں اپنے محبوں اور مخلصوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ فیصلہ جو خود ان کا ہے کم سے کم اسے پورا کرنے کی کوشش کریں تاکہ غیروں کے سامنے شرم اور ذلت محسوس نہ ہو۔"

آپ حضور کا ارشاد پڑھ کر بتائیں کہ آیا آپ نے شوریٰ کے موقعہ پہ جو وعدہ کیا تھا یا جو وعدہ آپ نے بعد میں کیا تھا اسے پورا کر دیا؟ اگر آپ کا جواب نفی میں ہے۔ تو اب حضور بفضل خدا سفر یورپ پہ تشریف لے گئے ہیں۔ اپنا وعدہ کردہ حصہ فوراً ادا کریں!

اگر آپ نے وعدہ نہیں کیا اور آپ کو اس کا علم اب ہی ہوا ہے تو آپ اب اس میں حصہ لیں مگر سب سے ضروری یہ ہے کہ یہ روپیہ فوری خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں ارسال کر دیں۔

(ب) آپ کے پاس روپیہ ہے جو آپ نے بنک وغیرہ میں رکھا ہوا ہے تو وہ جس قدر ہے سارا حضور کے اس ارشاد کے ماتحت "امانت خاص" میں تحریک جدید کی مد میں یا صدر انجمن احمدیہ کی مد میں ارسال فرمائیں۔ آپ کو جب بھی ضرورت ہو گی آپ کو حسب ضرورت فوراً واپس مل جائیگا اور آپ کی ضرورت بھی پوری ہو جائے گی مگر سب سے ضروری یہ بات ہے کہ آپ اپنا روپیہ جلد سے جلد ارسال کریں تا روپیہ آ جانے پہ حضور کو بے فکری ہو۔

(۳) تیسری بات حضور نے ارشاد دی یہ ہے کہ آپ اپنی آمد سے کچھ انداز کرنے کی عادت ڈالیں۔ جس قدر بھی کم سے کم ماہوار بچا سکیں وہ بچت کر کے امانت خاص کی مد میں تحریک جدید یا صدر انجمن احمدیہ میں ارسال کریں۔ تا یہ تھوڑی سی بچت آپ کے اور آپ کے اہل و عیال کے لئے ضرورت کے وقت کام آئے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جس ۲۷ لاکھ کی امانت کا ذکر فرمایا ہے وہ وہی ہے جس کا اعلان حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۳۴ء میں جب احرار اپنا سارا لاؤ لشکر لے کر حملہ آور ہوئے تھے فرمایا تھا۔ اب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کو جو آپ کے ہی فائدہ اور آرام کے لئے ہے سلسلہ کے مفاد کی خاطر آپ کے پیش کیا ہے۔ پس آپ جس قدر ماہوار بچت کر سکیں۔ اسے امانت خاص میں ادا کریں اور ساتھ ہی یہ بھی کہ آپ کا جو روپیہ پڑا ہے یہ بھی ارسال کریں۔ حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

"میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں یورپ ہو آؤں تاکہ میں کام کے قابل ہو جاؤں ایسی حالت میں میں بیوی بچوں کو پیچھے نہیں چھوڑ سکتا۔ اس لئے سب کو ساتھ لے جا رہا ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔"

سب سے ضروری تو یہ ہے کہ آپ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات پہ فوری توجہ فرما کر عملی قدم اٹھائیں اور اپنا روپیہ ارسال فرمائیں۔

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

حدیث النبی صلے اللہ علیہ وسلم

جھوٹ بولنے والے کا روزہ نہیں ہے

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جھوٹ بولنا اور جھوٹ پہ عمل کرنا نہ چھوڑے۔ تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

خدام الاحمدیہ اور اخبار بینی

گذشتہ دنوں الفضل میں اعلان کے ذریعہ جملہ قائدین کرام سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ اپنی اپنی مجلس کے خدام کا اخبار بینی کے سلسلہ میں جائزہ لیتے ہوئے مندرجہ ذیل کوائف بہم پہنچائیں۔

(۱) تعداد کل خدام (۲) سلسلہ یا دیگر اخباروں کے خریداروں کی تعداد (۳) جو خود خریدار نہ ہوں مگر روزانہ باقاعدگی سے اخبار بینی کرتے ہوں۔

مگر افسوس ہے کہ ابھی تک کسی مجلس کی طرف سے یہ کوائف دفتر میں نہیں پہنچے۔ براہ مہربانی مطلوبہ کوائف جلد از جلد بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ (مہتمم ذہانت وصحت جسمانی مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

پتہ جات موصیان

مندرجہ ذیل موصی صاحبان کے پتہ جات ان کی وصایا کے متعلق خط و کتابت کے لئے درکار ہیں۔ ذیل کے موصی صاحبان جس وقت یہ اعلان پڑھیں۔ مہربانی کر کے اپنے پتہ سے دفتر ہذا کو اطلاع دیکر ممنون فرمائیں قارئین اخبار کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ مندرجہ موصیان میں سے اگر کسی کے پتہ کا علم ہو تو ان کے پتہ سے دفتر ہذا کو اطلاع دے کر ممنون فرمائیں (۱) حوالدار سید سعید احمد صاحب سابق چھاؤنی بنوں۔ وصیت نمبر ۱۲۶۰۹ (۲) چوہدری محمد حنیف صاحب سابق لاہور چھاؤنی وصیت نمبر ۱۲۷۴۳ (۳) مرزا فضل الرحمن صاحب پشاور وصیت نمبر ۶۵۳۲ (۴) شیخ فضل کریم صاحب سابق بھیرہ وصیت نمبر ۷۶۱۱ (۵) چوہدری عبدالغفور صاحب سابق سیالکوٹ وصیت نمبر ۱۲۳۷۶۔ (۶) السید معصوم احمد صاحب موہنگھیر ی راولپنڈی وصیت نمبر ۱۲۵۴۵۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان)

درخواستہائے دعا

(۱) عزیز محمد نعیم احمد خاں ولد جناب چوہدری محمد شریف صاحب امیر ضلع منٹگمری نے میٹرک کا امتحان دیا ہے احباب کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ نیز میں عرصہ دراز سے بیماری اور مالی مشکلات اور دیگر کئی ایک پریشانیوں میں مبتلا ہوں۔ دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ پہ اپنا فضل اور رحم فرمائے بکلی ہر تکلیف اور پریشانی سے مخلصی عطا فرمائے۔

(ظفرالاسلام انسپکٹر بیت المال)

(۲) میرا اکلوتا بیٹا مشتاق احمد کا دوسری بار اپریشن ہونا ہے۔ احباب کامیاب اپریشن اور صحت کاملہ عاجلہ کیلئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

اہلیہ سراج دین نزد وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ

ضروری اعلان

بعض رپورٹوں سے معلوم ہوا ہے کہ بعض جماعتیں اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ چندہ تحریک خاص اور چندہ سفر امریکہ و یورپ ایک ہی تحریک یا چندہ کے دو مختلف نام ہیں یعنی "تحریک خاص" میں چندہ سفر امریکہ و یورپ شامل ہے یہ درست نہیں ہے۔

احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ چندہ "تحریک خاص" کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجلس مشاورت منعقدہ اپریل ۱۹۵۴ء میں تین سال کیلئے جاری فرمایا تھا اور موصی احباب کیلئے اس کی شرح ۲ دو پیسے فی روپیہ اور غیر موصیوں کیلئے ایک پیسہ فی روپیہ مقرر کرتے ہوئے حضور نے اس چندہ کو لازمی قرار دیا تھا۔ چندہ سفر امریکہ طوعی چندہ ہے۔ جس کی تحریک خود احباب جماعت کی طرف سے مجلس مشاورت ۱۹۵۴ء میں پیش ہوئی تھی۔ اس وقت اس خرچ کا اندازہ ۷۵۰۰۰ روپے لگایا گیا تھا جس کے پیش نظر جماعت نے کچھ نقد رقم ادا کی اور کچھ وعدہ جات لکھوائے۔ اس وقت تک اس مد میں کل وصولی ۴۵۰۰۰ روپے ہوئی ہے۔ اب بدلے ہوئے حالات کی وجہ سے سفر یورپ پہ خرچ کا اندازہ دو لاکھ روپے سے بھی زائد لگایا گیا ہے۔ اس لئے احباب جماعت کو اس تحریک کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے تاکہ یہ رقم جلد از جلد پوری ہو جائے۔ حضور نے اپنے پیغام ۱۳ مارچ ۱۹۵۵ء میں بھی اس طرف توجہ دلائی ہے۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

سفیر اور سفارت

دوسرے ممالک میں ایلچی (موجودہ سفیر کے پیش رو) بھیجنے کا رواج کافی قدیم زمانہ سے چلا آرہا ہے۔ ابتدا میں یہ ایلچی کسی خاص پیغام کو دوسرے ملک کے فرمانروا تک پہنچانے یا اپنے ملک کے کسی مفاد یا مشن کی تکمیل کے لئے بھیجے جاتے تھے۔ اس زمانہ میں یہ ایلچی مستقل نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ پیغام پہنچانے یا اپنے مشن کی تکمیل کے بعد واپس چلے آتے تھے۔

مستقل طور پر سفارت خانے قائم کرنے کا رواج چودھویں صدی میں اٹلی کی آزاد ریاستوں میں شروع ہوا۔ اور ان ریاستوں نے مستقل سفارت خانے قائم کئے۔ آمد و رفت کے ذرائع کی ترقی سے دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات قائم کرنے میں روز افزوں سہولتوں کے ساتھ سفارتی روابط نے بھی وسعت اختیار کی۔ اور دوسرے ممالک میں مستقل سفارت خانے قائم کرنے کا رواج بتدریج عام ہوتا گیا۔ سترھویں صدی تک سفارت خانے حکومتوں کی ایک ناگزیر ضرورت کی حیثیت اختیار کر چکے تھے۔ موجودہ زمانہ میں ہر آزاد ملک دوسرے تمام آزاد ممالک کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اس سلسلہ میں مستقل سفارت خانے قائم کئے جاتے ہیں۔ بعض ممالک تو دوسری حکومتوں میں اپنے خرچ سے اپنے سفارت خانے تعمیر کرتے ہیں۔ حکومت پاکستان نے امریکہ کو اس مقصد کے لئے گذشتہ سال کراچی میں زمین دینے کی پیشکش کی تھی۔ روس اور آسٹریلیا میں گو سفارتی تعلقات منقطع ہو چکے ہیں۔ لیکن کینبرا میں روسی سفارت خانہ کی اپنی عمارت موجود ہے۔ جسے اب فروخت کیا جا رہا ہے۔ اور اس سے یہ مراد لی گئی ہے۔ کہ روس اب آسٹریلیا سے سفارتی تعلقات بحال کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔

سفارتی مناصب

سفارتی حکام کی کئی اقسام ہیں جن میں سفیر اور چارج ڈی افیئر کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ سفیر کا تقرر صدر مملکت یا فرمانروا کرتا ہے۔ اسے ایک مہر شدہ لفافہ میں اسناد سفارت تفویض کئے جاتے ہیں۔ اس لفافہ کے علاوہ اسے انہی اسناد کی ایک کھلی نقل بھی دی جاتی ہے۔ تاکہ سفر کے دوران میں اسے اپنی حیثیت واضح کرنے میں دقت نہ ہو۔ یہ اسناد دوسری مملکت کے فرمانروا یا صدر کو ایک خاص تقریب میں پیش کی جاتی ہیں۔ چارج ڈی افیئر کی صورت میں یہ اسناد تقرر کرنے والی مملکت کے وزیر خارجہ کی طرف سے اس مملکت کے وزیر خارجہ کے نام ہوتے ہیں۔ جہاں چارج ڈی افیئر مقرر کیا گیا ہو۔ سفارت کے ان مختلف عہدوں کے ساتھ ان تقاریب میں بھی فرق ہوتا ہے۔ جو ان کی روانگی اور غیر ممالک میں پہنچنے پر منعقد کی جاتی ہیں۔ لیکن ہر دو کو ایک جیسی مراعات حاصل ہیں۔

موجودہ دور میں جو ممالک سفارت خانے قائم نہ کریں یا دوسرے ممالک کے بھیجے ہوئے سفیروں کو قبول کرنے سے انکار کر دیں۔ یا سفیروں سے متعلق بین الاقوامی ضوابط کا احترام نہ کریں۔ انہیں پسماندہ اور غیر مہذب سمجھا جاتا ہے۔ اس کی تازہ ترین مثال افغانستان نے پاکستانی سفارتی نمائندوں سے بدسلوکی میں پیش کی ہے۔

سفیر قبول کرنے سے انکار

مندرجہ ذیل صورتوں میں دوسرے ملک کے سفیر قبول کرنے سے انکار کیا جا سکتا ہے:۔

(۱) اگر مملکت کا فرمانروا یا صدر سفیر سے ذاتی طور پر متنفر ہو (۲) اگر سفیر نے اعلانیہ طور پر سفیر قبول کرنے والی مملکت کی مخالفت کی ہو۔ (۳) اگر سفیر اس ملک کی رعایا ہو۔ جہاں اسے بطور سفیر بھیجا گیا ہے۔ اور وہ مملکت اسے سفیروں جیسی مراعات دینے پر آمادہ نہ ہو۔ لیکن ایسے سفیر کو اگر ایک مرتبہ قبول کر لیا جائے۔ تو اسے دی گئی رعایات حاصل رہیں گی۔ اس لئے یہ ضروری ہے۔ کہ دوسری مملکت کی منظوری پہلے ہی حاصل کر لی جائے۔

سفارتی تعلقات کا خاتمہ

جن وجوہ کی بنا پر سفارتی تعلقات منقطع کئے جا سکتے ہیں۔ یا خود بخود منقطع ہو جاتے ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) اگر سفیر مقرر کرنے والی مملکت اسے کسی سنگین وجہ سے واپس بلا لے۔ (۲) اگر سفارت کسی خاص مقصد کے لئے قائم کی گئی ہو۔ اور وہ مقصد پورا ہو جائے۔ (۳) سفیر بھیجنے یا قبول کرنے والی مملکت میں انقلاب آجائے۔ اور صدر مملکت یا فرمانروا تبدیل ہو جائے۔ اس صورت میں نئے صدر یا فرمانروا کو نئے سفیر مقرر کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے (۴) سفیر کی موت پر۔ دوسرے سفیر کے تقرر تک (۵) ہر دو ممالک میں سے کسی کے فرمانروا یا صدر کے انتقال یا دستبرداری پر (۶) ہر دو ممالک کے درمیان جنگ کی صورت میں (۷) ایک مملکت دوسری مملکت میں مدغم ہو جائے یا اسے شامل کر لیا جائے (۸) سفیر بھیجنے والی مملکت سفیر کو یہ خواہش کرے ۔۔۔۔۔۔ (۹) سفیر بھیجنے والی مملکت سے سفیر قبول کرنے والی مملکت اس سفیر کی واپسی کا مطالبہ کرے (۱۰) اگر سفیر کے اسناد نامزدگی میں سفارت کی میعاد درج ہو تو اس مدت کے اختتام پر۔

سفارتی مراعات

سفیر دوسری مملکت میں اپنے ملک کے فرمانروا یا صدر کا خاص نمائندہ سمجھا جاتا ہے۔ اس حیثیت میں وہ اپنے حاکم اعلیٰ کو پیغام دیتا ہے اس کا فرض ہوتا ہے کہ اگر اس کے ملک کے متعلق دوسری مملکت کے عوام یا حکام ہتک آمیز رویہ اختیار کریں یا اس ملک میں آباد اس کے ہم وطنوں کی جان و مال کو کسی قسم کا خطرہ درپیش ہو تو وہ فوراً اس مملکت کے وزیر خارجہ سے اس معاملہ پر بات چیت کرے اپنی مملکت کے وزیر خارجہ اور صدر کو صورت حال سے آگاہ کر کے ہدایات حاصل کرے اور اپنی مملکت کے عزت و احترام کو دوسری مملکت میں ہر جائز ذریعہ سے برقرار رکھنے کی کوشش کرے سفیر کو کچھ ایسی مراعات اور حقوق بھی حاصل ہوتے ہیں جو غیر ممالک میں رہائش رکھنے والے عوام کو حاصل نہیں ہوتے۔ سفیر کی رہائش کو غیر مملکت کے دائرہ اختیار سے باہر سمجھا جاتا ہے۔ سفیر کی کوٹھی یا بنگلہ یا مکان کو غیر ملک کے سمندر میں سفیر بھیجنے والی مملکت کا مقبوضہ جزیرہ سمجھا جاتا ہے جہاں اس کے اپنے ملک کا پرچم لہراتا ہے۔ وہ اپنی ہر بے ضابطگی و قانون شکنی کے لئے اپنے حاکم اعلیٰ کے سامنے جواب دہ ہوتا ہے۔ نہ کہ اس ملک کے حاکم اعلیٰ یا عدالت کے سامنے جہاں وہ بطور سفیر مقرر ہو۔ اس کی اجازت کے بغیر کوئی شخص اس کی رہائش کی حدود میں داخل نہیں ہو سکتا۔ خواہ پولیس کا افسر اعلیٰ ہو یا کوئی اور عہدیدار سفیر غیر مملکت کے قانون فوجداری سے قطعاً آزاد ہوتا ہے۔ اگر کسی سفیر سے کوئی جرم سرزد ہو تو اس حکومت کو رپورٹ کی جا سکتی ہے۔ لیکن نہ اسے گرفتار کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس پر مقدمہ چلایا جا سکتا ہے اس طرح سفیر غیر مملکت کے قانون دیوانی کی دسترس سے بھی باہر ہوتا ہے۔ سفیر اپنی جائے رہائش سے متعلق کسی مقامی ٹیکس کا ذمہ دار نہیں۔ وہ بجلی پانی وغیرہ کے اخراجات ادا کرتا ہے۔ لیکن اگر وہ یہ بھی نہ کرے تو کسی قسم کی قانونی کارروائی اس کے خلاف نہیں ہو سکتی اس کے اور اس کے ذاتی عملہ کے سامان پر کوئی کسٹم کی پابندی ہوتی ہے اور نہ ہی اس کے سامان کی تلاشی لی جاتی ہے۔

سفارتی حقوق

سفیر اپنے مذہب کے مطابق اپنی جائے رہائش میں عبادت کی جگہ بنا سکتا ہے اور اس کی خط و کتابت تمام پابندیوں سے محفوظ ہوتی ہے۔

سفیر کی ذات کے علاوہ اس کے کنبہ کے تمام افراد اور سٹاف کے تمام ارکان کو کم و بیش وہی مراعات حاصل ہوتی ہیں جن کا وہ خود مستحق ہو۔ لیکن اس کے مہمان اور عارضی طور پر آنے جانے والے لوگ ان مراعات سے بہرہ ور نہیں ہوتے۔

سفیر کے دفتر میں ایک رجسٹر رکھا جاتا ہے جس میں اس ملک میں رہنے والے اس کے ہم وطنوں کی اموات و پیدائش اور شادیوں کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔ وہ پاسپورٹ جاری کرنے کا مجاز ہے لیکن اسے دوسری مملکت کے اندرونی سیاسی معاملات میں دخل دینے کا اختیار نہیں ہوتا۔

سفیر کا مشن ختم ہو جانے کے بعد یا کسی اور وجہ سے اس کی واپسی کے احکام کے بعد بھی اسے ایک معقول وقت تک یہ تمام مراعات حاصل رہتی ہیں تاکہ وہ بخیر و عافیت اپنے ملک میں پہنچ سکے۔

سفیر کی ان مراعات میں جو اوپر بیان ہو چکی ہیں غیر مملکت کوئی دست اندازی یا کمی کرنے کی کوشش کرے تو سفیر بھیجنے والی مملکت شدید احتجاج کرتی ہے اور زیادہ بگڑے ہوئے حالات میں اگر مملکت کی عزت کے تقاضے مجبور کر دیں تو نہ صرف سفیر کو واپس بلایا جا سکتا ہے۔ بلکہ اس مملکت سے تمام تعلقات منقطع کئے جا سکتے ہیں۔

سفیروں کو یہ رعایات اور رتبہ حاصل نہ ہو تو ظاہر ہے کہ کوئی سفیر غیر مملکت میں اپنے فرائض اور ذمہ داری کو آزادی سے نہیں ادا کر سکتا جو اس پر اپنی مملکت کی نمائندگی۔ اپنے ہم وطنوں کی جان و مال کی حفاظت اور دوستانہ تعلقات استوار کرنے کے سلسلہ میں عائد ہوتی ہیں۔ جس سفیر کو اپنی جان و مال کی حفاظت کرنی پڑے وہ کسی کی جان و مال کا محافظ کیونکر ہو سکتا ہے اور اس ملک میں جہاں سفیر جیسی قابل احترام ہستی کی جان و مال محفوظ نہ ہو کوئی ملک اپنے سفیر بھیجنا گوارا نہیں کرے گا۔

(نوائے وقت ۱۸ و ۱۹ اپریل ۱۹۵۵ء)

فارموسا کے علاقے میں تیسری عالمگیر جنگ چھڑنے کا خطرہ

ہانگ کانگ یکم مئی۔ چین کے وزیر اعظم مسٹر چو این لائی کا خیال ہے کہ فارموسا کے علاقے میں تیسری عالمگیر جنگ چھڑنے کا خطرہ ہے مسٹر چو این لائی نے اس خیال کا اظہار ایک چینی صحافی سے گفتگو کرتے ہوئے کیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ چو این لائی نے کہا کہ ۔ لیکن کیا موجودہ صورت حال جنگ پر منتج ہو گی یا نہیں۔ اس کا انحصار امریکہ کے رویہ پر ہے امریکی صحافی نے ان سے سوال پوچھا تھا کیا آپ کے خیال میں فارموسا کی موجودہ صورت حال تیسری عالمگیر جنگ کا باعث بن سکتی ہے؟ چینی وزیر اعظم نے کہا فارموسا کے ... کشیدگی کم کرنا ... ہے ... امریکہ ... گفت و شنید ...

زود جام عشق۔ مردانہ طاقت کی خاص دوا۔ قیمت کورس ایک ۱۵ روپے، دواخانہ نور الدین جودھامل [illegible] ہاٹ لاہور

بقیہ لیڈر (صفحہ ۲ سے آگے)

اور اگر کچھ ہو بھی رہا ہے۔ تو نہ ہونے کے برابر ہے۔ لیکن ہمیں سارا الزام حکومت اور اس کے نمائندوں پر ہی نہیں ڈال دینا چاہیے۔ بلکہ ہمیں خود بھی نہاد پانی پلانے چاہئیں۔ اور بالفرض ہماری حکومت کے نمائندے اپنے فرض کی ادائیگی میں کسی مصلحت کی وجہ سے کما حقہ دلچسپی نہیں لے رہے۔ تو ہمیں خود آگے بڑھنا چاہیئے۔ ہمارے نمائندے تو عوام کی ہی آواز ہیں۔ اگر ہم اس بارے میں کچھ نہ کریں تو حکومت کو بھی کوئی شکایت کا حق نہیں رکھتے

حقیقت یہ ہے۔ کہ اگر ہمارے اہل علم حضرات کے دل میں تبلیغ اسلام اور اشاعت دین کا جذبہ حقیقی جوش کے ساتھ پیدا ہو جائے۔ تو یقیناً ہماری حکومت کے کل پرزے بھی اسی جوش سے متحرک ہو جائیں۔ اور جس سمت ملک کے شہری چلیں۔ اسی سمت ہمارے ارباب حکومت بھی چلنے لگیں۔

افسوس ہے کہ "المجاہت" نے نہ صرف اہل علم حضرات کو اس طرف توجہ دلانے میں کوتاہی کی ہے۔ بلکہ ان لوگوں کے متعلق جو اپنے طور پر امریکہ اور دوسرے غیر مسلم ممالک میں تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ اور حکومت کے سہارے کے محتاج نہیں۔ بلکہ فطری اور دلی جوش سے اللہ تعالیٰ کا حکم بجا لا رہے ہیں۔ غلط فہمی پیدا کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ "احمدیت" جس کو "المجاہت" نے حقارت سے قادیانیت فرمایا ہے۔ دنیا میں سوا "خالص اسلام" کے اور کسی چیز کی تبلیغ نہیں کر رہی۔ وہ غیر اقوام میں "زندہ خدا تعالیٰ" "زندہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم" اور زندہ کتاب قرآن کریم کے سوا اور کچھ پیش نہیں کر رہی۔ اور چوہدری محمد ظفر اللہ خاں نے صدر ٹرومین کو اسی "قرآن کریم" کا نسخہ پیش کیا تھا۔ جو چودہ سو سال سے لفظ بلفظ بلکہ حرف بحرف مسلمہ طور پر تمام اکناف عالم کے مسلمانوں کے نزدیک وہی "قرآن کریم" ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہوا تھا۔ جس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ اور تمام ائمہ دین شائخ اور مجددین کاربند تھے۔ اور جس کے احیاء و تجدید کے لئے وہ اپنے اپنے دور اور اپنے کے حالات کے مطابق کوششیں کرتے رہے یہ جو لٹریچر صدر ٹرومین یا دوسرے یورپینوں کو پیش کیا جاتا ہے۔ وہ اسلام ہی کی تبلیغ کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

افسوس ہے کہ "المجاہت" بجائے اس کے کہ وہ اہل علم حضرات کو اس کام میں ہمارا ہاتھ بٹانے کے لئے کہتا۔ اس نے حکومت کی کوتاہیوں کی طرف توجہ دلانے کی کوشش کی ہے۔ اور ایک ہی جماعت جو تبلیغ اسلام کا فریضہ خود اسی کی خواہشات کے مطابق امریکہ وغیرہ غیر اسلامی ممالک میں کر رہی ہے۔ اس کے متعلق غلط فہمی پھیلانے ہی کو غنیمت سمجھا ہے۔

جماعت احمدیہ جو کام کر رہی ہے۔ وہ بطور خود اپنے شوق سے سرانجام دے رہی ہے۔ وہ کسی سے ستائش کی تمنا اور صلہ کی پروا نہیں رکھتی۔ وہ بمصداق "ان اجری الا علی اللہ" اپنے اجر کی صرف خدا تعالیٰ سے خواہشمند ہے۔ اور خواہ اہل علم حضرات اس کا ہاتھ بٹائیں یا نہ بٹائیں وہ اپنی بساط کے مطابق انشاء اللہ اپنا کام کرتی چلی جائے گی۔ اگرچہ ہماری بڑی خواہش ہے۔ کہ ہمارے اہل علم حضرات بجائے سیاست میں الجھنے کے اپنے حقیقی فرائض کی طرف متوجہ ہوں۔ تو یہ نہ صرف اسلامی ممالک بلکہ تمام دنیا کے لئے بہتر ہوگا۔

الفضل میں اشتہار دینا کلید کامیابی ہے

درخواستہائے دعا

(۱) میرے بھائی چراغ دین صاحب کارکن لنگر خانہ ربوہ کا بیٹا محمد حسین بیمار رہا ہے۔ اب کچھ افاقہ ہے اسی طرح میری ہمشیرہ صاحبہ بی بی کا لڑکا غلام احمد بیمار ہے اور میری لڑکی طاہرہ بیگم بھی بیمار ہے۔ ان تینوں بچوں کے بیمار ہونے کی وجہ سے ہم پریشان ہیں تمام احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچوں کو عمر دراز اور کامل صحت عطا فرمائے۔ اسی طرح وقتی مشکلات بھی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دور فرمائے آمین

خاکسار عبد الغفور سیکرٹری مال جماعت احمدیہ گھوکل دگلوٹیاں کلاں ضلع سیالکوٹ

(۲) عزیزم ضیاء الدین کچھ دنوں سے بیمار ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور دینی اور دنیاوی نعمتوں سے مالا مال کرے آمین

خواجہ محمد امین سمبڑیال ضلع سیالکوٹ

ضروری اعلان

ماہ اپریل کے بل ایجنٹ حضرات کی خدمت میں ارسال کئے جا رہے ہیں۔ تمام بلوں کی رقم ۱۰ ۵۵ء تک دفتر روزنامہ الفضل ربوہ میں پہنچ جانی چاہئے ورنہ بنڈلوں کی ترسیل روک دی جائیگی

مینیجر روزنامہ الفضل ربوہ

براہ مہربانی!

ہمارے مشتہرین سے خط و کتابت کرتے وقت الفضل کا حوالہ ضرور دیا کریں!

(مینیجر الفضل)

اسلام کا عظیم الشان نشان

احمدیت کے مختلف مسائل کے متعلق خود بانی سلسلہ کے اصل فیصلہ کن مضامین کی کتاب جس کے ذریعہ تمام جہان کے مسلمانوں پر احمدیت کی حجت پوری ہو جاتی ہے

کارڈ آنے پر

مفت

عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن

سو برس پہلے

اپنی دولت خفیہ مقامات پر دفن کرنے کی غیر مفید حرکت سو سال پہلے بہت عام تھی جدید دنیا کی بہت سی دوسری آسائشوں کی طرح مفید طور پر روپیہ لگانے کی سہولتیں مہیا نہ تھیں۔

اس وقت ڈاکخانہ کا سیونگ بینک آپ کو اس بات کی جملہ آسانیاں فراہم کرتا ہے کہ آپ اپنا روپیہ محفوظ طور پر جمع رکھ سکیں اور اس پر معقول منافع حاصل کرتے رہیں۔

POST OFFICE SAVINGS BANK

* رقم بالکل محفوظ
* روپیہ جمع کرنے کا طریقہ سہل اور سادہ
* کھاتے کا ایک جگہ سے دوسری جگہ مفت تبادلہ
* نفع پر انکم ٹیکس معاف
* روپیہ نکالنے کی سہولت
* اچھا منافع جس کی شرحیں ۱½ فیصدی سے ۳ فیصدی تک ہیں۔

مختلف قسم کے کھاتے مہیا ہیں۔

معمولی کھاتہ ۔ مشترک کھاتہ ۔ میعادی کھاتہ

تمام پاکستان میں ۳،۵۰۰ سے زائد شاخیں پھیلی ہوئی ہیں

پوسٹ آفس سیونگز بینک

میں روپیہ جمع کیجئے